1

احمق نادان لڑکی

میرے بس میں ہو تو میں ان کو جواں ہونے نہ دوں
پائمالِ انقلابِ آسماں ہونے نہ دوں

آج کسی کے گھر آئت کریمہ کی محفل منعقد کی گئی تھی۔ مجھے بھی پیغام ملا تھا کہ صبح دس بجے تک تیار رہنا تاکہ جب کوئی تمہیں لینے آئے تو انتظار نہ کرنا پڑے۔ اوّل تو مجھے ان لوگوں کے گھر کا ایڈریس معلوم نہ تھا دوسرے مجھے کار چلانی نہیں آتی تیسرے میری صحت اچھی نہ تھی کہ بسوں میں دھکے کھاتی کہیں جا سکوں اس لئے جب بھی کسی نے ختم پڑھوا کر دعا کروانی ہوتی تھی وہ لوگ خود ہی آ کر مجھے لے جاتے اور مجھے میرے گھر چھوڑ بھی جایا کرتے تھے۔ اس لئے مجھے اپنی کار کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔
آج محفلِ آئت کریمہ کروانے کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ صاحب خانہ کی نوجوان لڑکی گھر سے زیور اور نقدی لے کر غائب ہو چکی ہے اس پر غضب یہ کہ کسی خاتون کی امانت 80 تولے سونا اور پچیس ہزار پونڈ نقد بھی اس خاتون نے لڑکی کی ماں کے پاس امانت رکھے ہوئے تھے وہ عورت اس عورت کی منہ بولی بیٹی بنی ہوئی تھی اور اس کی بیٹی اُس عورت کی فیکٹری میں سلائی کی مشینوں پر کام کرتی تھی جبکہ گھر پر گھر والی عورت بھی ان لوگوں کی فیکٹری کی سکرٹ وغیرہ سینے کا کام کرتی تھی۔ اسی لئے فیکٹری والی خاتون سے ان ماں بیٹی کی گاڑھی چھنتی تھی۔ تو فیکٹری والی نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ آپ لوگوں کی فیملی کافی بڑی ہے اسی لئے ہر وقت گھر پر کوئی نہ کوئی ضرور رہتا ہے جبکہ میں اور میرا شوہر سارا دن فیکٹری میں رہتے ہیں بچے سکول چلے جاتے ہیں گھر پر تالا پڑا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ میری امانت اپنے گھر میں رکھ لیں۔ یہ امانت ہم بنک میں اس لئے نہیں رکھنا چاہتے کہ جب ہم نے دن رات محنت کر کے بیس ہزار پونڈ نقدی اور ایک سو تولہ سونا بنک میں رکھوایا تھا اور پھر جب ہم حج کرنے گئے تھے تو ایک عزیز دوست فیملی کو اپنی غیر موجودگی میں فیکٹری کا انتظام درست رکھنے ملازموں کی تنخواہیں ادا کرنے اور اپنے بچوں کا خیال رکھ کر ان کی ضروریات خوش اسلوبی سے پوری کرنے کے لئے بنک کے مینیجر سے ملوا کر اپنی چیک بک بھی دے دی تھی تاکہ بطور

میرے اسسٹنٹ کے وہ میری غیر موجودگی میں گھر اور فیکٹری کے معاملات کو
خوش اسلوبی سے نمٹا سکے کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہم حج کر کے
لوٹے تو جب تک حساب کتاب چیک کیا گیا تب تک کافی وقت گزر چکا تھا
ہمیں بچی کی سالگرہ پر بچی کا سونے کا تاج نکلوانا تھا جب ہم بینک کے
لاکر سے اپنا زیور اور نقدی والا بکس لینے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بکس
تو لاکر سے بہت عرصے پہلے کسی نے نکلوا لیا تھا وہ ہمارے پچیس ہزار پونڈ
اور ایک سو تولہ سونا کون نکلوا کر لے گیا اور کب نکلوایا گیا بینک کے عملے
کو بھی ٹھیک سے معلوم نہ تھا کیونکہ چوری کرنے والوں نے فیکٹری کے
مالک کے دستخط وغیرہ تمام کام پوری طرح مکمل سازش کر کے بڑی
ہوشیاری سے کیا تھا۔ فیکٹری والے رو دھو کر دل مسوس کر رہ گئے
مقدمہ یا انکوائری نہیں کروائی کیونکہ یہ زیور اور نقدی بے شک کمائی
اپنے خون پسینے کی تھی مگر ٹیکس والوں سے چھپا کر بچا کر رکھی تھی
اب اگر بینک سے چوری کی تفتیش ہوتی تو ٹیکس والے ہاتھ دھو کر ان
کے درپے ہو جاتے اس لئے ہی یہ لوگ بیچارے خاموش رہے کہ اب تو
ایک چپ سے سو سکھ جڑے ہوئے تھے۔ اب کی بار فیکٹری والوں نے
اپنی چاروں بیٹیوں کے لئے تاج اور چوڑیاں پازیب کے علاوہ زیور
کے سیٹ یعنی جو بھی جمع کر لیا تھا وہ سب معہ بیس ہزار پونڈ نقدی
بھی 80 تولے سونے کے ساتھ اپنی ورکر اور منہ بولی ماں کے گھر امانت
رکھ دیئے تھے اس امید پر کہ کسی قسم کا نقصان کا خدشہ نہیں ہے
سب ٹھیک ہوگا۔ مگر جب ان کی ورکر تو جوان لڑکی گھر سے کسی کے ساتھ بھاگ
کر گئی تو اپنے ساتھ وہ بکس بھی لے گئی جس میں ان فیکٹری والوں کا
80 تولے سونا اور 20 ہزار پونڈ بھی لے اڑی۔ اس لڑکی کے جہیز میں دینے
کے لئے زیورات اور نقدی جمع شدہ سب کچھ لے کر چلتی بنتی تھی اور جو
لڑکی رفو چکر ہو گئی تھی اس کو ڈھونڈنے کے لئے پولیس جگہ جگہ
چھاپے مار رہی تھی۔ لڑکی کی ماں کو غش پر غش آ رہے تھے۔
بیہوشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ والدین کو اپنی جوان بیٹی کی
گمشدگی اور گھر والوں کی بے عزتی بدنامی کا غم تو تھا مگر پرائی امانت
اور وہ بھی اتنی زیادہ کہ یہ غریب لوگ تمام عمر ان لوگوں کے غلام بنے

3

رہیں تو بھی ان کے نقصان کا عشرِ عشیر بھی ادا نہ کر پائیں گے۔ بہرحال ہم سب خواتین ان کے گھر میں جمع ہو کر سوا لاکھ بار آیت کریمہ پڑھ کر ختم شریف پڑھنے کے بعد خلوص دل سے دعا کر رہے تھے کہ بارِ اللہ تو ہی ربّ العزت ہے ان لوگوں کی بیٹی کی عزت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ تمام زیورات اور نقدی بھی لوٹا دے۔ ابھی آمین کے الفاظ پورے طور پر ادا بھی نہیں ہوتے پائے تھے کہ بچوں کے ساتھ کچھ بڑوں کی بھی چیخ و پکار سنائی دی بھگوڑ مچی ہوئی تھی کچھ بچے اور خواتین حواس باختہ تھیں ہر کوئی بھاگ دوڑ کر رہا تھا باقی سب بھی معاملہ کی چھان بین کرنے لگے کوئی پولیس کو فون کر رہا تھا اور کوئی رو رہا تھا ایک بھرپور جوان لڑکی دھڑام سے زمین پر گر کر بیہوش ہو چکی تھی معلوم ہوا یہ بچے کی ماں ہے کسی نے ایمبولنس کو فون کر دیا۔ سردیوں کا موسم اس پر طوفانِ باد و باراں کہ اللہ کی پناہ۔ چیختی ہواؤں کے جھکڑ جیسے دروازوں کو اکھیڑ کر رکھ دیں گے اور گھروں کی چھتوں کو اڑا کر لے جائیں گے۔ اتنے میں پولیس کی گاڑی کتوں کو لیکر آ چکی تھی ایمبولنس بھی پہنچ گئی تھی ایک ایمبولنس میں بچے کی جوان ماں کو ڈال کر ہوسپٹل لے گئے تو دوسری ایمبولنس میں بھگوڑی لڑکی کی بوڑھی ماں کو ہوسپٹل روانہ کیا گیا۔ گھر کا ایک ایک فرد بھی دونوں بیہوش خواتین کے ہمراہ گیا۔ ہر طرف پریشانیوں نے گھیرا اتنتگ کر رکھا تھا۔ بچے کا تو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ فائر بریگیڈ کا عملہ بھی آ چکا تھا۔ غوطہ خور بھی آ موجود ہوئے مگر گٹر میں وہ بھی داخل نہ ہو سکے اور اب تو سارے ہی مایوسی ظاہر کر رہے تھے۔ بارش کا سارا پانی سمندر میں جا ملتا تھا۔ کسی طرح مجھے بتایا گیا کہ اس بیہوش جوان لڑکی کا بچہ جو کہ ابھی بمشکل دو سال کا ہوگا دروازہ کھلا دیکھ کر باہر نکل گیا تھا اس کی ماں تو دعا میں مگن تھی۔ دوسرے بچوں نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا یہ ننھا سا بچہ ذرا دور تک چلا گیا جب بارش اور سردی میں بچے کے رونے کی آواز سنکر دوسرے بچوں نے باہر جھانکا اور اس بچے کو پکڑ کر گھر لانے کے لئے باہر نکلے تب تک وہ معصوم بچہ گٹر میں گر کر بہہ

چکا تھا کیونکہ گلی میں کسی نے گٹر کا ڈھکن ہٹا دیا ہوا تھا یا شائد چرا لیا گیا تھا۔ اس وقت اتنی تیز بارش میں طوفانی جھکڑ چل رہے تھے جب تک گھر کے اندر اطلاع ملتی پولیس اور فائر بریگیڈ آئے وہ بچہ بہتے بہتے نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوگا دیکھنے والے بس خاموش تماشائی بنکر رہ گئے کوئی بھی کچھ نہ کر سکا۔ پولیس فائر بریگیڈ کتے اور غوطہ خور سب منہ اٹھائے ایکدوسرے کو بے بسی سے تکتے رہ گئے گھر آکر بھی کافی دنوں تک طبیعت مکدر رہی اس پریشانی میں اللہ تعالی کی شان بے نیازی پر حیران بھی تھی۔ جب چاہے اپنی نعمتوں سے نوازے جب چاہے اپنی امانتیں واپس لے لے کس کی مجال کہ اس مالک الملک سے چوں و چراں کر سکے وہ تو بے نیاز ہے اور ہم سب اس کے فیصلوں پر آمین کہنے کے لئے اس کے پابند ہیں کہ وہ مالک الملک قادر مطلق ہے۔ سوچتی ہوں مگر اس ماں کے دل کو کیسے چین آئے گا جس کا جیتا جاگتا بچہ لمحوں میں غائب ہو گیا ہمیشہ کے لئے بچھڑ گیا موت کی گود میں جا سویا۔ سب دیکھتے رہ گئے کوئی کچھ نہ کر سکا سب مجبور و بے بس ہو کر رہ گئے۔ اگر بچہ بیمار پڑتا تو اس کے والدین اس کا علاج معالجہ کرواتے دوا دارو کرتے تیمارداری کرتے اور اگر پھر بھی بچہ قضائے الہی سے وفات پا جاتا تو اس کی میت تیار کی جاتی نماز جنازہ پڑھی جاتی قبر میں اتارا جاتا فاتحہ کہی جاتی قل چالیسواں کرتے تو ہولے ہولے دن برت والدین کو صبر آتے آتے آ ہی جاتا مگر یہ لڑکا جوان کے گلشن کا پہلا پہلا پھول تھا جس نے ابھی ابھی اپنے ننھے ننھے قدموں سے چلنا سیکھا تھا اور اپنی توتلی زبان سے امی ابو کہنا شروع کیا تھا۔ اپنی میٹھی میٹھی پیار بھری باتوں سے اپنوں کو خوشیاں بانٹنی شروع کی تھیں اس بچے کی ماں کو چاہئے تھا اس معصوم کو اپنے پاس بٹھاتی اس پر نظر رکھتی اور بچے کو اگر دوسرے بچوں کے ساتھ چھوڑتی تو بھی کسی سمجھدار اور ذمہ دار بچے کی نگرانی میں چھوڑا ہوتا مگر اب تو تھوڑی سی لاپرواہی سے ناقابل تلافی نقصان ہو چکا ہے جس کی تلافی دنیا بھر کی کوئی طاقت بھی نہیں کر سکتی کسی طور بھی اس نقصان کا ازالہ نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر اللہ مہربان اپنی رحمت سے اس لڑکی کی گود پھر سے بھر دے تو اس کے زخمی دل اور پریشان سوچوں کو تھوڑی

ڈھارس بندھ جائے گی بیشک وہ خاتون اپنے پیارے بچے کو کبھی بھی بھلا نہ سکے گی۔ مگر اپنے دوسرے بچوں کی مصروفیات میں کھو کر اس کا کچھ نہ کچھ شکستہ دل بہل ضرور جائے گا۔ تھوڑا سکون و قرار مل سکے گا۔

پورا ایک ہفتہ گزر جانے کے باوجود میرا ذہن اس حادثے کے اثرات کو محو نہ کر سکا اور ان دونوں گھرانوں کے حالات اور پریشانیوں پر پریشان ہو ہو کر راتوں اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتی رہتی تھی۔

اس دن فجر پڑھ کر جو سوئی تو صبح دس بجے تک سوتی ہی رہی پھر فون کی گھنٹی نے مجھے اٹھنے پر مجبور کر ہی دیا کسمساتے ہوئے بادل نخواستہ اٹھ کر فون سنا دوسری طرف پاکستان سے میری چھوٹی بہن بات کر رہی تھی سلام دعا کے بعد اس نے پوچھا آپ کیا کر رہی تھیں؟ تو میں نے بتا دیا کہ میں سو رہی تھی۔ کیوں!؟ کیا یہ سونے کا وقت ہے؟ اس کے ڈانٹ بھرے انداز پر میں نے وجہ بتا دی۔ پہلے تو وہ بھی ان دونوں گھرانوں کے پریشان کن حالات پر افسوس کرتی رہی۔ کہ اللہ انکو صبر و سکون دے آمین۔ مگر پھر اس کی رگِ شرارت پھڑکی تو اس نے مجھے ایک لطیفہ سنایا جو کہ در اصل حقیقت ہے۔ وہ یہ کہ میرے محترم والدین کے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک گودام میں بوریاں اٹھانے پر مامور ایک لڑکا ہر روز جس بھی عورت کو گزرتے دیکھتا تھا آوازے کستا تھا۔ اور جب بھی ممکن ہوتا کندھا بھی مار کر خواتین کے پاس سے گزرتا بھی تو خواتین کو تنگ گزرتا کہ وہ راہ چلتے اتفاقاً انجانے میں ٹکرا گیا ہے مگر پھر ہوتے ہوتے سب کو پتہ چل گیا کہ یہ گندی ذہنیت کا اوباش شخص ہے اور جان بوجھ کر خواتین سے ٹکراتا ہے اور اداکاری کرتا ہے جیسے کہ انجانے میں چھو گیا ہے ایک دن گرمیوں کی جھلستی دوپہر کسی کی ملازمہ سودا سلف لینے جا رہی تھی اس لفنگے نے پکار کر اس عورت کو مخاطب کیا!

او سوہنیوں اپنی جلدی کی اے ذرا ساڈے کول وی بے کھلو لیوو کوئی خاطرداری دا موقع تے دیو و سجنو ذرا و یکھو تے سہی۔ یعنی او سوہنیوں ایسی جلدی کیا ہے آؤ ذرا ہمارے پاس بھی بیٹھو ہمیں اپنی خاطرداری کا موقع تو دو سجنو ہماری طرف دیکھو تو سہی۔

اس عورت نے گھر آکر اپنے مالکوں کو بتایا بات مردوں تک پہنچی تو

اس گودام کے مالک کے پاس محلے کے معزز ین شکائت لے کر گئے جس کی وجہ سے اس لفنگے کی خوب پٹائی ہوئی یہاں تک کہ اس نے سب سے معافی مانگ کر پکا وعدہ کر لیا کہ آئندہ وہ کبھی کسی کو شکائت کا موقع نہ دے گا اور نہ ہی کسی خاتون کے ساتھ بدتمیزی کا موقع آئے گا اور پھر بیچ بیچ بندے کا بچہ بن کر رہے گا۔ اس کے بعد وہ بندے کا بچہ بننے کی کوشش میں لگ گیا برسات کا موسم تھا قریباً ایک ہفتے سے لگاتار بارش ہو رہی تھی ہر طرف پانی ہی پانی جل تھل ایک ہو رہا تھا۔ اپنے ملک سے آنے والے قارئین تو بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں عموماً گٹر بغیر ڈھکن کے ہی ہوتے ہیں اور تھوڑی سی بارش کے بعد بھی یہاں وہاں پانی جمع ہو جاتا ہے اب اسے اتفاق کہیئے یا اللہ کی کرنی۔ ایک روز ایسی ہی موسلا دھار بارش میں دوپہر کے وقت کوئی خاتون سودا سلف لینے جا رہی تھی کہ گٹر میں گر پڑی پانی اس خاتون کی گردن تک پہنچ رہا تھا پاس ہی گودام کے دروازے پر وہ شخص کھڑا تھا پہلے تو وہ آرام سے کھڑا اس گٹر میں گردن تک ڈوبی عورت کو دیکھتا رہا مدد کی خاطر پکار رہی تھی مگر یہ لڑکا ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔ کافی دیر بعد کچھ سوچ کر وہ لڑکا آگے بڑھا اور اس ڈوبتی ہوئی عورت سے پوچھا کہ جازت ہووے تے تساں کی بار کڈاں؟ یعنی اگر تمہاری اجازت ہو تو میں تمہیں باہر نکالوں؟ وہ بیچاری تو گردن تک گندے پانی میں ڈوبی ہوئی تھی اور وہاں سے باہر نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہی تھی مگر لاکھ جتن کرتے پر بھی وہاں سے کسی کی مدد کے بغیر نکلنے سے مجبور اور بے بس تھی اور مدد کے لئے پکار ہی رہی تھی۔ مگر چونکہ یہ لڑکا عورتوں پر دست درازی اور فقرے کسنے کے جرم میں کافی مار کھا چکا تھا اس لئے اس مشکل وقت میں بھی اس عورت کی مدد کرنے کے لئے بھی اس سے اجازت مانگ رہا تھا کہ اگر تم اجازت دو گی تب ہی میں تمہاری مدد کروں گا اور گٹر سے نکالوں گا۔ میری بہن نے یہ واقعہ لطیفے کے طور پر مجھے سنا کر ہنسانے کی کوشش کرتے ہوئے خیر و عافیت کی دعا کے بعد فون بند کر دیا تھا

پولیس اب تک اس اغوا شدہ لڑکی کی تلاش میں چھاپے مار رہی تھی بہت دنوں بعد پولیس نے اس لڑکی کو اس کے ایک شادی شدہ جوان اولاد والے رشتہ دار کے ساتھ ایک ہوٹل کے کمرے سے گرفتار کر لیا۔ اس بدمعاش آدمی نے 25 ہزار پونڈ کی کاریں لے کر پاکستان روانہ کر دی تھیں تاکہ وہ

پاکستان میں اپنی ٹیکسی سروس کا کاروبار چلا لے اپنی ٹیکسی بزنس کے لئے تو اس کا پلان کامیاب ہو گیا تھا مگر ابھی اس شیطان کو زیور غائب کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ پولیس نے سارا زیور برآمد کر لیا تھا اور لڑکی کے اغوا کے علاوہ چوری کا بھی مقدمہ دائر کر کے زیور اور لڑکی بھی ورثا کے حوالے کر دیئے گئے۔ لڑکی کے والدین بہت غصے میں تھے کیونکہ اغوا کنندہ ان کا قریبی عزیز ہونے کے ناطے روزانہ ان کے گھر آ کر کھاتا پیتا اور اکثر ان کے گھر کئی کئی دن رہتا سوتا بھی تھا

گھر والوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہ بدمعاش شخص ان کی کنواری نوجوان معصوم لڑکی کو یوں گمراہ کر کے اس طرح ان کی بدنامی اور گھر کی ویرانی کے پروگرام بنائے بیٹھا ہے اور بجائے ہماری بربادی بے عزتی کرکے کس جرم کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ ہم نے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑا۔ جب مقدمے کی پیشی کی تاریخ آئی۔ تو اب اس بدمعاش شخص کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ عمر رسیدہ ہے اور لڑکی کم عمر ہے اور وہ شادی شدہ ہے اور لڑکی کنواری تھی اس لئے اس گھاگھ اغوا کنندہ کو جیل اور جرمانے کی سزا ضرور ہو گی اس شخص نے اپنے جیسی کسی مکار ننگڑی عورت کو دولت کا لالچ دے کر ساتھ ملا لیا کہ وہ عورت اس ننگڑے کی مدد کر دے اس کے بدلے ایک موٹی رقم وصول کر لے۔

کیونکہ لڑکی کنواری اور کم عمر تھی اس کے والدین اور ان کے وکیل نے لڑکی کو کہا کہ تم اپنے بیان میں کہہ دینا کہ اس شخص نے مجھے ورغلایا اور بہکایا تھا اس کیس کا فیصلہ تمہارے بیان پر ہو گا اب فیصلے کا دارومدار تمہارے بیان پر ہے اگر تم وکیل کے کہنے مطابق بیان عدالت کو دو گی تو فیصلہ تمہارے حق میں ہو گا اور اس گندے جعل ساز شخص کو جیل کی سزا ہو سکتی ہے اور پھر بہت ممکن ہے کہ وہ 25 ہزار پونڈ جو اس نے پاکستان بھیج دیئے ہیں وہ بھی ہمیں واپس مل جائیں اور وہ رقم جن لوگوں کی امانت تھی ہم انہیں واپس لوٹا دیں ورنہ تو اتنی بڑی رقم ہم تمام عمر نہ لوٹا سکیں گے تمام زیور تو جوں کا توں مل گیا تھا جو کہ ان کے مالکوں کے سپرد کر دیا گیا تھا۔

دوسری طرف وہ گھاگھ شکاری کتا جس کا کام ہی کچے ذہن کی معصوم لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر ورغلا کر گھر سے زیور لے کر گھر کی جمع شدہ

پونجی چوری کر کے اس شیطان کے ساتھ بھاگ جاتیں اب وہ اپنے شکار
کو ایسے آسانی سے کیسے جانے دیتا وہ ظالم تو تمام عمر ایسی اغوا شدہ
لڑکیوں کو تمام عمر ذلیل و خوار کیا کرتے اور وہ مظلوم مرتے دم تک
ان درندوں کے پنجوں میں زخمی پرندوں کی طرح پھڑپھڑاتی رہتی
تھیں مگر ان خبیثوں کے چنگل سے نجات نہ پاسکتیں ان کے گندے دھندے
میں ان کی طرح دلالی کرنے والی اور اس کے بھائی بہنوں بہنوئیوں کی
کافی تعداد شامل تھی اس کے مشیر بھی اس جیسے ہی دھندہ کرنے والے
تھے ان سب نے صلاح کر کے اس خبیث سے ایک محبت نامہ لکھوایا اور
اس خط میں اللہ پاک اور رسولؐ پاک کو گواہ بنا کر کے قسمیں اٹھائی
گئیں اس لڑکی کو یقین دلایا گیا کہ اس بدمعاش شخص کو اس سے سچی
محبت ہے اس لئے تم عدالت میں یہ بیان دینا کہ تم بھی مجھ سے محبت
کرتی ہو اس لئے تم اپنی مرضی سے بلکہ مجھے مجبور کر کے میرے ساتھ
گئی تھیں اور یہ جو 25 ہزار پونڈ کی کہانی ہے یہ سب جھوٹ ہے
یہ میرے گھر والوں نے خود ہی کہانی گھڑ لی ہے جو کہ اس بیچارے پر الزام
ہے۔ سراسر ظلم ہے وہ شخص اتنا اچھا ہے کہ اگر اب بھی وہ مجھے قبول
کر لے تو میں اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں وغیرہ وغیرہ
اس بازاری درندے کو تو اس قسم کے ہتھکنڈے آتے تھے وہ ایسے کھیل
کھیلنے میں ماہر اور چھٹا ہوا غنڈہ بدمعاش تھا اس نے یہ خط اپنی
قریبی عزیز جو کہ لڑکی والوں کی بھی رشتہ دار تھی اس احمق لڑکی کو
اس پیغام کے ساتھ پہنچا دیا کہ خط پڑھ کر ضائع کر دے۔
اس دلالہ نے موقع پاتے ہی ان کے گھر آکر وہ خط اور پیغام بھی
لڑکی کو پہنچا دیا اور اس آدمی سے ایک موٹی رقم معاوضہ کے طور پر
وصول کر لی۔ وہ عورت تو رقم لے کر سیدھی سنار کے پاس گئی چوڑیاں بنوالیں
نادان لڑکی نے انجام سے بے خبر اس غنڈے کے پیار کے زیرِ فسوں عدالت میں
دشمنوں کے حسبِ منشا بیان دے دیا جس کے باعث غنڈہ بدمعاش تو
باعزت بری ہو گیا اور اس نادان لڑکی کو اس کی حماقت کے باعث
ایک سال قید تین ہزار پونڈ جرمانہ اور دو ہزار پونڈ عدالتی اخراجات
عدم ادائیگی کی صورت میں دو سال جیل مزید کاٹنی ہو گی کی سزا مل گئی۔
اس کے علاوہ جج نے لڑکی کو اور اس کے والدین کو بھی کافی ڈانٹ ڈپٹ

گی کہ خوامخواہ پولیس اور عدالت کا قیمتی وقت ضائع کیا جب کہ لڑکی اپنی
مرضی سے گئی تھی وغیرہ وغیرہ اس سارے بکھیڑے میں لڑکی کے خاندان کو
مالی نقصان کے علاوہ ذہنی پریشانی اٹھانی پڑی ہر طرف بے عزتی الگ
ہو گئی تھی ان تمام وجوہ کے باعث جب لڑکی نے عدالت میں غلط بیانی
کر دی تو والدین نے لڑکی سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا تھا۔ اور اب تو
وہ نادان لڑکی عدالت کے اخراجات اور جرمانے کی رقم ادا نہ کر سکتی
تھی اس لئے تین سال جیل بامشقت کاٹ کر رہا ہوئی تو کوئی اس
کا پرسان حال نہ تھا سوائے اس تخنڑے کے۔ اس لئے وہ لڑکی پھر
سے اس تخنڑے شیطان کے ہتھے چڑھ گئی اس رزیل درندے نے اس کو
روٹی کپڑا اور مکان اور اپنی نام نہاد محبت کی دنیا میں پناہ تو دے
دی مگر اسے شرافت کی زندگی اور معاشرے میں عزت نہ دینا تھی
نہ ہی دی بلکہ وہ ظالم اس لڑکی کو مختلف لوگوں سے رقم لے کر
تھوڑے وقت کے لئے اس کا جسم کرایہ پر دے کر اس کی جسم
فروشی کے ذریعے دولت جمع کرتا ہے یہ لڑکی اس کے لئے سونے
کی کان ہے جس کے ذریعے اس کا بینک بیلنس بڑھتا ہے اور جس
روز اس ملعون شخص کی توقع سے کم پونڈ کما کر دے تو اس روز
اس مظلوم لڑکی کی اچھی خاصی دھلائی اور پٹائی کی جاتی ہے اور پھر اس
کی خوراک بند کر کے اس دن کا خسارہ پورا کیا جاتا ہے اس روز
اس کو بھوکی رکھا جاتا ہے کیونکہ گاہکوں کو خوش رکھنا اس نادان
لڑکی کا فرض اولین ہے وہ احمق ناسمجھ لڑکی اپنی دنیا اور آخرت برباد کر چکی
ہے اور وہ لعین درندہ بروز جمعہ مسجد میں ضرور جاتا ہے سب سے پہلی صف
میں بڑا سج کر بیٹھتا ہے اور اکثر و بیشتر مسجد کو چندہ بھی دیتا ہے
اپنی کمیونٹی میں معزز مانا جاتا اور اس کو جاگیردار بھی مانا
جاتا ہے۔ اگر بری ہے تو وہ مظلوم لڑکی جو طوائف کے نام سے یاد کی
جاتی ہے۔ وہ بدمعاش ہے کیونکہ وہ عیاشی کے لئے جسم فروشی کرتی ہے۔
اور پھر اس بیچارے کے گھر پناہ لیتی ہے اور بقول لوگوں کے وہ شریف
آدمی خدا ترسی کر کے اس کو اپنی چھت کے نیچے سونے کی اجازت اور
جگہ دے دیتا ہے۔ کتنا عظیم اور خدا ترس بندہ پرور ہے وہ رزیل شخص
اس لڑکی کی ماں اِدھر اُدھر سے لڑکی کی خیر خبر معلوم کرتی رہتی ہے اور
اپنا کلیجہ پکڑ پکڑ کر آہ و زاری کرتی رہتی ہے کبھی چھپ چھپ کر دور

ہی دور سے اپنی بیٹی کو دیکھ بھی لیتی ہے جب اس لڑکی کی ماں اپنے دکھ سے بہت لاچار ہو جاتی ہے تو کبھی اپنی لڑکی کو کوستے دیتی ہے کبھی اس بھیڑ یئے کو بد دعائیں اور گالیاں دیتی ہے جس نے اس کی بچی کی دنیا اور آخرت تباہ و برباد کر دی ہے مگر ماں ہو کر بھی کچھ کر نہیں سکتی کیونکہ لڑکی کے باپ اور بھائی نے لڑکی کی ماں کو وارننگ دے رکھی ہے کہ جس روز بھی تم اس لڑکی سے ملو گی اور ہمارے گھر کی دہلیز پر لاؤ گی وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا ہم تم دونوں ماں بیٹی کو قتل کر دیں گے۔

اس لڑکی نے تو ہم سب کو ذلت اور رسوائی کے اندھے کنویں میں دھکیل کر خود کشی کر ہی لی ہے اور اپنی ذلتوں بھری زندگی کے زہر ناک لمحات کو سسک سسک کر گزارنے پر مجبور کر دی گئی ہے اگر وہ لڑکی مرنا بھی چاہے تو بھی وہ بازاری لوگ اسے مرنے کیوں دیں گے؟ وہ لڑکی تو ان بدکاروں کے لئے سونے کی کان ہے پونڈ چھاپنے کی مشین ہے سنا ہے کہ وہ شخص ہر روز اس لڑکی کے ذریعے ایک ہزار پونڈ کما لیتا ہے وہ اس سونے کا انڈہ دینے والی مرغی پر پورا کنٹرول رکھتا ہے کسی سے بات چیت کی اجازت نہیں دیتا تاکہ لڑکی کسی سے مدد نہ مانگ سکے۔

گاہک اس قسم کے لاتا ہے جو اس لڑکی کی بات سمجھ نہ پائے اور لڑکی بھی اس گاہک کی زبان یا گفتگو سمجھ نہ سکے۔

آہ یہ مظلوم لڑکیاں
یہ نا سمجھ احمق نادان

نہیں قیود رنج و غم سے کوئی صورت رہائی - اے غیاث مستقیثاں تیرے نام کی دھائی

وائے تقدیر

خالہ شیروں والی کے گھر پر شیروں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں اس لئے محلے کے سب بچے اسے خالہ شیروں والی کہہ کر بات کیا کرتے تھے ویسے وہ تھی بھی بڑی شیر دل خاتون - شدید گرمی کا موسم اور اس رات گرمی بھی پورے عروج پر تھی جب خالہ شیروں والی، خالہ کا شوہر اور چھوٹا بیٹا دونوں جوان بیٹیوں کے لائن میں چار پائیاں ڈالے سو رہے تھے - جبکہ ان کا بڑا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ گھر کے اندر اوپر کی منزل پر سوئے ہوئے تھے -

در اصل خالہ اور اس کے گھر والے تمام افراد گھر کے صحن میں نہیں سوئے تھے بلکہ گھر کے سامنے کمیٹی والوں کا جو بہت بڑا چوک یا میدان تھا جس کا حدود اربعہ یوں تھا کہ اس میدان کے ایک طرف ہمارے گھر کے تمالیاً آٹھ دروازے کھلتے تھے - ایک طرف ایک لمبی سی گلی تھی جس میں گلی کی دونوں طرف لائن میں بہت سارے گھر بنے ہوئے تھے اور گلی کے آخر میں بازار کی طرف ایک بڑا دروازہ جو رات کو جب تمام گھروں کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں آ چکتے تو کبھی کبھی رات کے وقت اندر سے کنڈی چڑھا دی جاتی تھی اس کے علاوہ اس میدان سے ایک طرف ایک اور میدان نسبتاً چھوٹا تھا اور اس کا دروازہ عموماً مقفل رکھا جاتا تھا تاکہ اس طرف سے کوئی اجنبی اِدھر نہ آسکے ویسے ہمارے گھر کا ایک بڑا گیٹ اس چھوٹے میدان کی طرف بھی کھلتا تھا کہ عام مہمانوں کی آمد و رفت کا ذریعہ تھا اور گھر والوں کے بھی زیر استعمال رہتا تھا

ہمارے اس دروازے کے مقابل دادی اور دونوں چچاؤں کے گھر تھے یہ دونوں میدان دادا جان کے عرس کے دنوں میں بہت کام آیا کرتے تھے چھوٹے میدان میں ہر روز بکرے حلال کر کے دیگیں پکتیں اور منتظمین کے لئے بیٹھنے اور پکا کر لنگر تقسیم کرنے کے فرائض ادا کرنے کا انتظام ہوتا اور بڑے میدان میں عرس میں شرکت کرنے والوں کے لئے انتظام و اہتمام کیا جاتا - پروگرام تہجد سے شروع کیا جاتا شرکاء نماز تہجد پڑھ کر تلاوتِ قرآن مجید میں مصروف ہو جاتے فجر کی اذان ہوتے ہی نماز فجر ادا کی جاتی اور فجر پڑھنے کے بعد محفل ذکر منعقد ہوتی جو اشراق تک چلتی اور پھر اشراق ادا کر چکنے بعد لنگر تقسیم کیا جاتا - عموماً لنگر میں حلوہ پوری کھیر اور باقر خانیاں پراٹھوں سے لطف دہن کا اہتمام کیا جاتا تھا - اس کے بعد ظہر تک کام یا آرام ہوتا ظہر کے بعد خطاب سے نوازا جاتا تھا اور پھر لنگر میں سالن روٹی

سے بعد کھیر میٹھے کے طور پر بٹتا اس کے بعد عصر تک مہمان دوست احباب سے میل ملاقات اور گفتگو کے لئے اپنے وقت کو استعمال کرتے مگر نماز عصر کے بعد محفل نعت کا پروگرام ہوتا اور مغرب سے کچھ پہلے ختم شریف کے بعد تبرک تقسیم کیا جاتا جو عموماً خشک کھجوروں اور مخانوں پر موقوف ہوتا۔ مغرب کے بعد پھر لنگر میں گوشت کا سالن تنوری روٹیاں یا قلچے مہمانوں کی خدمت میں تقسیم کئے جاتے اور کھیر یا حلوہ سے میٹھے کا لطف لیا جاتا۔ نماز عشاء کے بعد اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد محفل سماع کا انعقاد ہوتا اور رات دیر تک پروگرام محفل سماع ہوتا تھا سامعین وجد و حال میں اپنی گھڑیاں اور انگھوٹھیاں بھی لٹاتے دادا جان کا عرس آٹھ دن تک رہتا تھا یعنی پورا ایک ہفتہ خوب رونق اور گہما گہمی رہتی۔ سڑکوں پر کم از کم آدھ میل دور تک دروازے بنائے جاتے رنگین جھنڈیوں سے راستوں کو آراستہ کیا جاتا اور مختلف کپڑوں پر بھی قطعات میں اشعار میں عرس کی برکات اور اولیاء اللہ کی عظمتوں کے تذکرے ہوتے تھے۔ ہم بچہ پارٹی عرس کے دنوں میں خود کو بہت اہم تصور کیا کرتے تھے۔ ہمارا گھر چار منزلہ تھا عرس کے دنوں میں اپنے گھر کے ایک حصہ کو غیر محرم مہمانوں کے لئے وقف کر دیا جاتا دوسرا حصہ دوسرے شہروں سے آنے والی خواتین مہمانوں کے لئے تیار کر دیا جاتا تھا۔ اور اہل خانہ گھر کے دو حصوں میں سمٹ کر رہ جاتے اس میں بھی ہمارے ننھیال سے آنے والے مہمانوں کے لئے کمرے وقف ہوتے جبکہ دودھیال کے مہمان دادی اماں کے گھر مقیم ہوا کرتے تھے یوں تمام مہمان بغیر کسی پریشانی کے عرس کی برکات سمیٹتے۔ ہمارے گھر کی سب سے نچلی منزل کا سب سے بڑا گیٹ جو کہ بازار کی طرف کھلتا تھا اس پر بڑا سا تالا پڑا رہتا تھا اس کا تالا کھول لیا جاتا تاکہ عرس کے دنوں میں اہل خانہ اور رشتے دار مہمانوں کی آمد و رفت میں کوئی مشکل نہ آئے عام دنوں میں چچا جان کے مریدین چچا جان کی بیٹھک استعمال کیا کرتے تھے دادی اماں کا گھر بھی کافی بڑا تھا چچا جان کے جو مریدین ہر جمعرات کو محفل میں شرکت کے لئے جمع ہوتے تھے ان کا قیام و طعام دادی اماں کے گھر پر ہی ہوتا ایک کمرہ مہمانوں کے لئے لنگر کا سودا سلف بھر کر گودام کے طور پر استعمال ہوا کرتا بس صرف عرس کے دنوں میں ہمارے گھر کے دو

حصے مہمانوں کے لئے خالی کر دیئے جاتے تھے۔ خواتین بھی رات دیر تک محفل سماع
دیکھنے سننے کے لئے ہمارے گھر کی چھتوں پر جمع رہتیں اسی لئے امی جان عرس
کے دنوں میں کھڑکیوں پر چقیں لگوا دیتیں بڑے میدان کی طرف
کی درجن بھر کھڑکیوں سے خواتین عرس کے تمام پروگرام میں شرکت
کرتیں اور تمام مرد حضرات کے ہمراہ تہجد سے لے کر محفل سماع تک
کے سارے پروگرام میں شامل رہ کر عرس کی برکات سمیٹتیں رہتیں تھیں
پورا ہفتہ کافی گہما گہمی اور رونق رہتی۔ مگر عرس شریف کے اختتام پر تمام
صفیں دریاں قالین اور گاؤ تکیے وغیرہ سمیٹ کر اٹھا کر ایک کمرے میں
اگلے عرس کے انتظار میں مقفل کر کے رکھ دیئے جاتے تھے۔ تاکہ
بچہ پارٹی ان قالینوں دریوں صفوں اور تکیوں پر اپنی سیاہی کی
دوات انڈیل کر گلکاریاں نہ کرتے رہیں۔ یا پھر چیر پھاڑ کر ستیاناس
نہ کر سکیں۔ چونکہ دونوں میدانوں کے فرش پکی اینٹوں سے بنے ہوئے
تھے اس لئے بڑے میدان میں صفوں دریوں اور قالینوں کے نیچے ایک موٹی
تہہ پیال کی ڈلوا لی جاتی تھی تاکہ پکا فرش نرم محسوس ہو اور
محفل سماع میں وجد و حال کی حالت میں جھوم کر گرنے والوں کو
چوٹ بھی نہ لگنے پائے عرس کے اختتام پر جب سارا سامان اٹھا لیا
جاتا تو وہ پیال اٹھوا کر بھینسوں کے چارے والے کمرے میں رکھوا لی
جاتی اور جب بھینسوں کا چارہ بنتا اس میں وہ پیال بھی ملا دی
جاتی تھی یہ تین بھینسیں دادی اماں چچا جان اور امی جان نے
رکھی ہوئی تھیں تاکہ گھر کا خالص دودھ دہی اور مکھن لسی
گھر والوں کو ملتے رہیں اور ان بھینسوں کی دیکھ بھال اور
دودھ دوہنے وغیرہ کا سارا کام اپنے مزارعہ کے لڑکے لڑکیاں
کر لیا کرتے تھے حتیٰ کے کپاس بیلنا سوت کات کر مہمانوں کے لئے کھیس دریاں بنوانا
عرس کے ایام گزرتے ہی خالہ شیروں والی اس بڑے میدان پر اپنی گرفت
مضبوط کر لیتی یوں ادھر دادی اماں کی طرف والے میدان میں کوئی
غیر شخص نہیں آ سکتا تھا کیونکہ یہ کوئی گزرگاہ نہ تھی۔ لیکن جن
جن لوگوں کے گھر یہاں پر تھے ان ارد گرد رہنے والوں پر کوئی روک ٹوک
نہیں تھی لیکن کبھی کبھی ایک فقیر جس کے ہاتھوں میں لوہے کے کڑے اور
ایک لمبا سا چمٹا ہوتا کاندھے پر دونوں طرف تھیلے لٹکائے ہوتے

4

اگر گھر سے بھیک میں آٹا ملتا تو ایک طرف تھیلے میں ڈلوا لیتا اگر کسی گھر سے روپیہ پیسہ ملتا تو اسے دوسری طرف کے تھیلے میں ڈال لیا کرتا اور اگر کسی گھر سے کپڑے مل جاتے تو ان کو تیسرے تھیلے میں بھرتا روٹی سالن کے لئے تھیلا الگ تھا سخت گرمی کے موسم میں ایک ہاتھ میں پنکھا پکڑے رہتا اور وہ جب آتا لوہے کے چمٹے کو لوہے کے کڑوں سے بجا کر لہک لہک کر گایا کرتا - تیری بھینسوں کی خیر منائے سائیں پنکھے والا -

امی جان خشک آٹا خیرات میں اسے بھجوا دیتیں تھیں -

ادھر بڑے میدان میں خالہ شیروں والی کی مکمل حکومت تھی اس طرف کسی محلے دار کا بھی گزر نہ ہوتا تھا کیونکہ وہ میدان بالکل آخر میں تھا جہاں پر صرف خالہ شیروں والی کا ہی گھر تھا اس لئے خالہ اس میدان کو بھی اپنی رہائش گاہ کا ہی حصہ بنا بیٹھی تھی

اس رات کافی گرمی تھی خالہ کو شائد سوتے میں مچھر نے کاٹا تو خالہ کی آنکھ کھل گئی اچانک نظر اٹھی تو وہ چیختے چلاتے ہوئے اپنی چپل ہاتھ میں لے کر بھاگی - کیونکہ ان لوگوں نے کبھی راتوں میں بھی اپنے گھر کے دروازے بند نہ کئے تھے اس لئے دروازہ تو پہلے ہی چوپٹ کھلا ہوا تھا خالہ کے بیٹے کا سائیکل بھی پڑا تھا کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ تھی چور آیا اس نے گھر کے سارے کمروں میں گھوم پھر کر دیکھا جب زیور وغیرہ نہیں مل سکا تو اس کی نظر انتخاب اناج سے بھرے کمرے میں پڑی تو اس نے ڈھائی من پکے کی گیہوں کی بوری اٹھا کر سائیکل پر رکھی اور چل پڑا - ابھی چور نے گھر کی دہلیز پار نہیں کی تھی - کہ خالہ شیروں والی کی آنکھ کھل گئی - وہ اپنے میاں کی طرح بزدل ڈرپوک تو تھی نہیں کہ چادر میں منہ چھپا کر اپنی جان کے خوف سے سوتی بنی پڑی رہتی اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ہتھیار تھا کہ اس کے دل کو کچھ ڈھارس ہوتی پھر بھی خالہ نے حوصلہ نہیں ہارا فوراً ہی گالیوں کی بھرمار منٹ کرتے ہوئے چیختی چلاتی اپنی چپل بطور ہتھیار اٹھا کر چور کی طرف جھپٹی - اور چور اس اچانک افتاد کے باعث سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دم دبا کر بھاگا

اب آگے آگے چور سر پر پاؤں رکھے سرپٹ بھاگا جا رہا ہے اور اس کے پیچھے خالہ چیختی ہوئی باآواز بلند گالیوں کی بوچھاڑ کرتے

بھاگی جا رہی ہیں یہاں تک کہ چور گلی سے نکل کر اندھیرے بازار میں
کہیں غائب ہو گیا خالہ نے ہانپتے کانپتے ہوئے گلی کا دروازہ اندر
سے بند کیا اور پھولی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے
ہوئے واپس آ کر اپنی چارپائی پر بیٹھ کر اپنے میاں کی شان میں
قصیدہ پڑھنے لگی خالہ کو افسوس تھا اپنے نوجوان بیٹے اپنے شوہر کی بزدلی پر
میاں بیچارہ ڈر کے مارے منہ سر چادر میں لپیٹے سوتا بنا پڑا تھا اس نے
جب دیکھا کہ اب خطرہ ٹل چکا ہے تو ہمت کر کے بولا۔ اری بھاگوان چور تو
اب جا چکا ہے اب تم کیوں شور مچا رہی ہو؟ چپ کر کے تم اب سو جاؤ
اور دوسروں کو بھی سونے دو۔ اب خالہ کا غصہ عروج پر تھا جبکہ خطرہ کے
ٹل جانے پر دونوں بیٹیاں اور چھوٹا بیٹا جو خالہ کے قریب ہی اپنی اپنی
چارپائیاں ڈالے پڑے تھے اور بڑا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ اوپر چھت پر
سوئے ہوئے تھے مگر وقت پڑنے پر سب کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑے تھے وہ
اب خالہ کے گرد جمع ہو گئے بڑا بیٹا تو شکر کر رہا تھا کہ اس کا سائیکل
بچ گیا ورنہ وہ دفتر کیسے جاتا؟ ماں کو کچھ ہو جاتا کسی کو پرواہ نہ تھی۔
ادھر خالہ سب گھر والوں سے ناراض تھی اس کا کہنا تھا کہ اگر تم لوگ میرا
ساتھ دیتے تو چور کو پکڑا جا سکتا تھا۔ مگر تم سب بزدل ہو اور اب باتیں
بنانے کے لئے میرے ارد گرد جمع ہو گئے ہو۔ اپنے میاں سے تو خالہ بہت دن تک
ناراض رہیں۔ خالہ کا کہنا تھا کہ ایسے ہجڑے میاں کے ہونے سے تو میں رانڈ ہوتی تو اچھا
تھا خالہ شیروں والی روزانہ ہی امی جان کے پاس آیا کرتی تھی اور گھنٹوں بیٹھی
اپنے دکھڑے سناتی رہتی اور اپنے عزیزوں کو یاد کر کے رویا کرتی تھی خالہ کا
کہنا تھا کہ میرے قریبی عزیز رشتے دار سارے ہی قیام پاکستان کے
دوران شہید ہو گئے تھے اور ہم کم از کم اپنے ساٹھ عزیزوں کی قربانی دے کر آگ
اور خون کے سمندر کو پار کر کے یہاں تک پہنچے تھے۔ اب تو میرا کوئی عزیز
رشتے دار ایسا نہیں ہے جس کے پاس چند دن کے لئے جا کر رہ لیں اس
لئے اب ہمارا کہیں آنا جانا نہیں ہوتا اب بس آپ ہی میری اپنی ہیں
اس لئے آپ کے گھر ہر روز آ کر اپنے دکھڑے رو کر اپنا دل کا بوجھ اتار
لیتی ہوں تو ذرا دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ ورنہ تو اپنوں کی شکلیں بھلائے نہیں بھولتیں۔
ایک دن خالہ نے امی جان کو بتایا کہ میرا ایک بھانجا زندہ بچ گیا تھا
اور اس نے کافی تگ و دو کر کے آخر کو ہمیں ڈھونڈ لیا تھا اور جب
وہ ہمیں ملنے کے لئے آیا تھا تو میں نے اپنی بڑی بیٹی کی بات اس کے

ساتھ پکی کردی تھی وہ لڑکا ایئر فورس میں ہے اب کے جب چھٹیوں میں وہ آئے گا تو ہم ظہیرہ کو نکاح کر کے رخصت کر دیں گے وہ لڑکا جب آیا تو نکاح کے روز سب کی زبان پر ماشاءاللہ تھا کیونکہ وہ بڑا وجیہ و شکیل اور سلجھا ہوا باکردار بچہ تھا پوسٹ بھی اچھی تھی خالہ نے نکاح کر کے بیٹی کو رخصت کر دیا۔ ظہیرہ کے چلے جانے سے بہو کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو چکا تھا اب خالہ کی بہو ساری گھرداری سنبھالتی مگر خالہ ہر بات میں مین میخ نکالتی اور ڈانٹ ڈپٹ کا سلسلہ جاری رکھتی یوں بھی خالہ نے کبھی اپنی بہو کو اتنی ڈھیل نہیں دی تھی کہ بہو اپنے سسر۔ دیور اور شوہر کے بھی سامنے سر جھاڑ منہ پھاڑ گھومتی پھرے اس لئے جب تک گھر میں سسر دیور اور شوہر موجود ہوں دلھن کے چہرے پر لمبا سا گھونگھٹ ضرور پڑا رہتا تھا اور دلھن گھونگھٹ میں چھپ کر ہی سب کام نمٹاتی تھی۔ اس دن جب دلھن نے آٹا گوندھ کر ہاتھ دھوئے تو پاس سے گزرتے ہوئے چپکے سے اپنے شوہر پر گیلے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ چھیڑ چھاڑ جو اس نے اپنے شوہر کے ساتھ چپکے چپکے اور چوری چوری کی ہے کسی کو اس بے ضرر اور معصوم سی دل لگی کا احساس نہ ہوا ہوگا۔ مگر یہ دلھن کی خام خیالی تھی بھلا خالہ کی عقابی نگاہوں سے ایسے جرائم پوشیدہ کب رہ سکتے تھے؟ خالہ نے فوراً ہی اس کی چوری پکڑ لی۔ بس پھر کیا تھا۔ قیامت ہی تو آگئی خالہ پھٹ پڑی خالہ نے اپنے بیٹے اور بہو کو آڑھے ہاتھوں لیا۔ کافی تو اضع کر لینے کے بعد بھی خالہ کی طبیعت میں سکون و قرار نہ آسکا مسلسل لعنت ملامت کا سلسلہ جاری تھا۔ جس کی وجہ سے گھر کی فضا مکدر ہو چکی تھی۔ ادھر بہو نے غصے میں آکر بھوک ہڑتال کر رکھی تھی بہو کا کہنا تھا کہ اب اس کا یہاں رہنا ممکن نہیں ہے ادھر خالہ اپنے میاں سے ناراض تھی اس کا کہنا تھا کہ جب بھی کوئی موقع ہو تم کبھی میرا ساتھ نہیں دیتے اور تم چپ چاپ گھنٹہ بت دیکھتے رہتے ہو۔ ارے کیسا دیدوں کا پانی ڈھل گیا ہے ارے میں رانڈ کیوں نہیں ہو جاتی ارے میرے دیدے کیوں نہ پھوٹ گئے یہ سب بے حیائی دیکھنے سے پہلے؟ ارے دیکھو تو کیسا دیدوں کا پانی ڈھل چکا ہے خصم پر پانی کے ہاتھ جھاڑتی ہے۔ اور وہ بھی ساس سسر کے سامنے ارے کیسی شرم حیا بیچ کھائی ہے۔ ارے میں مر کیوں نہ گئی یہ ترلیڑہ پن دیکھنے سے پہلے۔ اور نجانے کیا کیا خرافات بکی جارہی تھیں خالہ کا میاں بھی کبھی ڈرتے ڈرتے دبی آواز میں کہتا اب جانے بھی دو بھاگوان۔

غصہ تھوک دو۔ اور اب اٹھ کر خود بھی کچھ کھا لو بات کو ختم کر دو دیکھو اب تک بہو نے بھی کچھ نہیں کھایا پیا بہو کو بھی ساتھ بٹھا لو اسے بھی کہو کچھ کھا لے اور یہ الفاظ جلتی پر تیل کا کام کرتے خالہ کے غصے کا الاؤ اور بھڑک اٹھتا اور پھر الامان والحفیظ۔ آخر یوں ہی بکتی جھکتی خالہ اپنی پانوں کی تھیلی اٹھا کر امی جان کے پاس آ گئی۔ خالہ کھانا بھلے نہ کھائے پان کے بغیر خالہ کا وجود ادھورا رہتا تھا خالہ امی جان کے پاس جم کر بیٹھ چکی تو امی جان دیر تک اسے نصیحت کر کے ٹھنڈا کرنے کے جتن کرتی رہیں۔ بمشکل خالہ کچھ نرم پڑی امی جان نے رشیدہ سے کہکر کھانا منگوایا اور خالہ کو کھانے پر مجبور کر ہی لیا جب خالہ نے پہلا نوالہ منہ میں لیا امی جان نے اسی وقت دوسری ٹرے کھانے کی تیار کر کے خالہ کی بہو کے لئے بھجوا دی اس پیغام کے ساتھ کہ اور کسی سے غصہ ہو تو ہو کھانے کے ساتھ اور میرے سے کیسا غصہ؟ چپ چاپ گرم گرم کھانا کھا لو اور یاد رکھو والدین کی ڈانٹ ڈپٹ کا برا نہیں مانتے اگر وہ برا بھلا کہتے ہیں تو اپنا جان کر ورنہ غیروں کو کون کچھ کہتا ہے۔ گھر میں ہر وقت کی ڈانٹ پھٹکار سے گھر کی فضا میں تناؤ رہتا اور اسی طرح ایک سال بیت گیا بیٹے کی مسلسل کوشش سے اسے خوشاب میں ٹرانسفر کر کے بھیج دیا گیا اس نے اپنی سسرال کے پاس ہی گھر بھی لے لیا اور وہ میاں بیوی خوشاب منتقل ہو گئے۔ اب خالہ کی دوسری بیٹی گھر داری کرتی تھی۔

ادھر جب ابا جان نے اپنا روزنامہ نکال لیا یعنی جب اخبار میں حصہ بھی ڈال دیا تو پھر بیوی بچوں کو بھی پاس بلا لیا کیونکہ دوران ملازمت ہوٹلوں کا کھانا کھانے سے ابا جان محترم کی صحت کافی متاثر ہو چکی تھی اور اپنی جگہ چچا جان محترم کو گدی نشین کر دیا۔ پھر بھی چونکہ ابا جان محترم کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اس لئے ہر وقت بیٹھک میں بڑے بڑے علماء ادباء شعرا اور معززین کی بھیڑ لگی رہتی حال وقال کی محفلیں جمتیں ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برات ہوتی مگر جب میری تقدیر نے پلٹا کھایا تو انگلش میں میری کمپارٹ آ گئی۔ بس پھر کیا تھا میری تو شامت ہی آ گئی۔ سب پیچھے پڑ گئے کہ اس نکمی لڑکی کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہی نہیں اسی لئے اس کی کمپارٹ آ گئی ہے اگر دھیان لگا کر پڑھتی تو کمپارٹ آنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا یہ تو ہر وقت نت نئی شرارتوں میں دماغ خرچ کرتی ہے شرافت سے بیٹھ کر پڑھنے یا گھر داری سیکھنے سے دلچسپی ہی نہیں ہے اس لئے اس کا صرف ایک ہی علاج

ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کا بیاہ کر دیا جائے گھر داری کی ذمے داریاں سر پر پڑیں گی تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ سسرال میں کس بل نکل جائیں گے ساری کی ساری اکڑ فوں دھری رہ جائے گی۔ میں جو گھر کے بچوں میں شمار کی جاتی تھی مجھے گھر میں پانچویں نمبر پر ہونے کی وجہ سے شرارتوں اور ضد کرتے پر بھی پیار سے سمجھایا جاتا اگر میں نہیں مانتی تو ضد بھی پوری کی جاتی تھی مجھ سے بڑے بھائی بہن سارے ہی کالجوں اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ابھی کسی کی منگنی بھی نہیں ہوئی تھی۔ پر میں جو بچوں میں شمار ہوتی تھی شادی کی بیڑیوں میں جکڑ کر اندھے کنویں میں دھکیل دی گئی چونکہ میری انگلش میں کمپارٹ آئی تھی۔ اس لئے تقدیر کا فیصلہ تھا کہ انگلینڈ جا کر اپنی انگلش درست کرو

وائے تقدیر انگلش تو کیا درست ہوتی زمانے نے مجھے درست کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی سارے کس بل نکال کر رکھ دیئے سارے ناز نخرے چونچلے ہنسی اور خوشی قصۂ پارینہ ہو کر رہ گئے ضد تکرار اکڑ فوں میکے میں ہی رہ گئے پھر زندگی کو ہم نے کیا گزارنا تھا ہم تو دل مسوس کر رہ گئے اور زندگی دندناتی پھنکارتی ہمیں کچلتی مسلتی روندھتی ہوئی ہمارے اوپر سے ہی گزرتی چلی گئی اب تو ماضی عذاب ہے یارب ۔ یادِ ماضی عذاب ہے یارب بیشک! بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے کیونکہ

زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں